

میں سے جو لوگوں کی مانند ہے خیر سے انجیل
 سناتے ہیں اور خیر سے ہیں جن کی گزیر کے لئے
 کسی لوگ ہی کمالی نہیں سے دیتے ہیں۔ اور یوں
 انجیل سناتے کے لئے کسی لوگ جو خیر سے خیر
 کرتے ہیں دکر دولت کھاتے ہیں اور اس کا خیر
 میں خدائے کی کمالی میں اور کارہ میں برکت و تدار
 اور نیت اور دقت و دان کر دیکر تہا لیتے ہفتا ہوا
 انیسویں ہوا کیا ہند فیکل ہر مہینوں کو اور لکھا ہوا
 میں مولویوں اور پیروں کو۔ اور جو خیر سے اپنے پیروں
 کو ان کی خدمت و نفس پر ہونے کے باعث معاش
 کا بلکہ دقت ہونے کا سامان ہم نہیں پہنچاتے جو
 اصل میں لوگوں کو بت پرستی اور نام پرستی اور دیگر
 دھوکوں میں بندھے رکھتے ہیں اور اب جب
 لوگوں کے بیدار کرنے کے لئے انجیل سنائی جاتی ہے
 تو نیت ہی جیسے لوگ ہی کمالی کو خیر سے ہیں گھبرا
 افسوس کے سنا دے جیسی اس کی دقت و دیووں کو
 کرتے اور لوگوں کو ان کے برائیوں سے بچاتے ہیں اور
 نوری باتیں جیوت سے ان کے حق میں کہتے ہیں۔
 اور کھوا مال ۱۱۰-۱۲۰ م میں مگر نیت ہی ایسے خوش
 و خوش سے کچھ نہیں بنے گا۔ آخر ہند و بھوم چھوٹا
 پڑے گا۔

وہ فرق اس طرح سے ہے لوگ جنہوں سے
 کہ وہ شاہنشاہی اور شاہانہ نیت و نیت سے ہیں
 اچھا ہے سادہ لوح و دیووں کو اپنے نام میں پھنس گئے
 ان کے ہاں باب خدائے و غیرت انکو دکر و تیش
 درجہ اگر ہند لوگ نہ تھے اور سادہ لوح
 نہ ہوتے تو اب کچھ سادہ لوح کے بھی کو کر مل چکا
 اور اب کے سیدھے تھے پر کاش اور بھوکا وغیرہ کو
 کہیں الہامی کتاب سے بھی بڑھ کر حقیقت اور بھوکا
 اب کو گئے اور معلوم ہو کر کہ جیسا ہی وہ شاہنشاہی
 ہاتھ سے ہو گا اب سے کہ وہ اور ایسی بھوکا بھوکا
 کسی طرح سے انکو کوئی قید نہ پاتا ہی نہیں اور

گھبرا ہو گا ہی۔ اگر جیسا ہی وہ غیر دقت سے ہوتے
 تو اب جو کچھ کہہ گئے اور انکا خیر نہیں ایک
 فضول لیا اور بچا دیوں چڑھتا اب سے جیسا لکھا
 پر یہ را کے شہر کی پڑوسی آپ کو جیسا ہی کی لئے
 ہندو چٹاقوں کی طبیعت کی بہت بظاہر ہیں سادہ
 حالوں کا نام اور ان کی بات کہنا خود نہیں چاہتے جو ایک
 مقابلہ میں صرف ایک ہی کی بات لکھتا ہوں۔
 پروفیسر سیکس ہر گز ایک کے اور اس پر سیدنا کی
 تفسیر کے ترجمہ کی حد سوم کے دیا ہے جس لکھتے ہیں کہ
 شہر ہر گز سب سے جدید تہذیب و تمدن کے سب سے
 بشا پر اس کی صفی اہلانتوں میں سے گھر کو ایک کے
 زندگانا چاہتے اور تیار ہی سے ہوا تھا۔ اہلیات
 اور سادہ کی خاطر ہر گز تیار ہی سے نہیں لکھتے کہ
 تہذیب و تمدن و خیر کے لحاظ سے ہر گز جیسے کہ تہذیب
 کے بہت ہی متصل ہے سو نہایت کار و بار و تفریق
 اسے تہذیب کی ہی انداز ہی اسے نہیں۔ بلکہ ہر تہذیب کے
 مختلف اہلیات سے اسے بنے ہونے کے نگران کے
 مختلف صفی قصوں کے دھوکے میں لگتے اور وہ
 نے مکر اپنے ہندو ہونے کی وجہ سے تخریب و تباہی
 تہذیب و تمدن و تفریق کو جیسا کہ تہذیب و تمدن
 سادہ کہہ دے کہ اس کوئی ایسی نہ نہیں لکھتا ہوں
 اس کی تفسیر چھل کر کہے نیت ہی کیا دقت سادہ
 پڑے اور ابھی طرح پڑے اس کے تہذیب و تمدن
 مغربوں اور مشرقوں کی بات ایسی تفریق کے ساتھ
 کوئی اس کے دے سکتا ہو

پھر ہی پروفیسر نیت و نیت کی تفسیر سادی
 کی بات لیں گھبرا کہ اس کے دوا نند کے تہذیب
 و تمدن میں کی ہر گز بات و معرفت کامل سچائی ہو کہ
 وہ ایک قدم اور اس کے ہر دوا و نہایت ناقابل اعتبار و متوجہ
 سے اپنے نہیں اور اس کو اس سنا کہ ہر ایک چیز
 جو ہونے کے قابل ہو کہ نہ حال کے سائنس کی
 تہذیب و تمدن میں ہر دوا میں ہر دوا میں ہر دوا میں

Macmillan's Biographical essays
 اور نیت ہی کے خصوصی معنوں کی مثالیں ہیں مثلاً
 سادہ لوح ہندو لوگ کی کتاب ہی کی خاطر اس طرح
 پر آتا اور بھی بتایا جاتا کہ انکے گلش اور امریکن اور
 اور تہذیب اور انکی دقت اور ہندوستانی ہندو یوں
 اور دیگر اس حالوں سے ہندو لوگ کے دیدیں اور
 شاہنشاہی اور پراچین کے تہذیب اور شروع کر کے اور
 ان کے سادہ حالوں کے حوالہ شای کر کے جو حالت ہندو
 تہذیب کی مثال کی ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس واقعیت
 کہ نیت ہی نہیں پہنچتے تھے۔ اور یہ بھی یاد رکھئے کہ
 ہندو لوگ کی کتابوں کو خود پڑھتے اور پڑھ کر دھوکے
 سکھاتے ہیں کسی لوگوں سے ایسا نہ کر خیر کیا ہو۔
 لایوں کا کام نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ان کی غرض یہ ہے کہ
 کہ ہندو لوگ کو ایسی طبعی دیکھا دے کہ ہندو تہذیب کیا
 ہر اور اس کے مقابلہ میں جیسا کہ تہذیب کیا کہ اس
 نیت ہی کی جیسی ہی میں دیکھا گئی۔

زینالد کا قصہ

بقیہ ۲ باب

مستور ہوا باب پڑھیں کہ گئی۔ لیکن ہر تہذیب
 تو اب عشاء ربانی کے بارے میں بھی بے حجاب ہیں کہ
 اس کی صداقت اور قصہ کیا ہے
 زینالد۔ عشاء ربانی کے سنے دعوت الہی کے ہیں
 جس وقت کو خداوند سبحان مسیح پکڑا یا گیا تھا اس وقت کو
 وہ مسکرائے تھے۔ ہر گز عقل کے ساتھ نہ تھا تب
 مسیح نے وہی لی اور شکر کے توری اور شکر وہی کو یہ
 کہ گوری کہ یہ یہ یہ یہ یہ اور یہ یہ یہ یہ یہ کو شکر کے
 نے دیا اور اس کو اپنا ہوتا ہوا۔ اور اس نے حکم دیا کہ یہ
 میری یادگار کیلئے کیا کرو۔ پس عشاء ربانی ایک روحانی
 رسم ہے۔ سو جس طرح تفسیر وہی کے ہر دوا جہت نہایت
 نہیں دے سکتا اس طرح ہماری روح غیر خداوند کے



دن یعنی اس بدن کے جو ہنگاموں کے مصلحتی
 فرج میں گذرنا ہوتا ہے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی اور
 ہماری روح بغیر خداوند کے صبح کے خون کے جو عیب
 پر ہمارے لئے بہا گیا سہارا نہیں رہ سکتی۔ پس
 ہم نہایت ضرورتاً اس کو اپنے دل میں قبول کریں
 اور خدائی فیصلہ میں گھبرا کر نہ رہیں جو آسمان سے اتنی
 میں ہوں جو جس قدر کہ کوکھا ہوگا وہ جگہ نہ ہوگا اس کا
 میں مقصد یہی ہے کہ جب تک ہماری روح خداوند صبح کے
 بدن کو اپنے میں نہیں دیتی اس لئے کہ اسے ہرگز زندہ
 نہیں رہ سکتی۔ اس کی بات یہی ہے کہ اگر کوئی
 شخص اس دنیا کو اس کے تواریک جتنا دیر اور
 دلی جو اس دنیا کا میراث ہے جو جس جہان کی زندگی
 کے لئے ہوگا۔

سورہ بقرہ: کیا کوئی شخص سوچ کا گوشت اور ہڈی
 کبابی بنا سکتا ہے؟

سورہ بقرہ: جہاں ان لوگوں کو نہیں کھائی سکتا
 مگر سوچ کا گوشت اور ہڈی کے لئے فی الحقیقت کھانے پینے
 کی چیز ہے۔ یہ خدا اپنی ہماری روح کو صبح کا بدن جو
 گذرنا اور ہڈی جو ہمارا گھبراہٹ کو فروغ دے۔ انھیں کھانے
 پینے سے ملے ہوئے سوچ کی موت بخش پاک تاثیر ہمیں
 آجائے۔

سورہ بقرہ: تو خدا صبح کی موت کی راہ سے ہمیں
 کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے؟

سورہ بقرہ: اس میں یہ فائدہ ہے ہر آدمی
 پہلے ہم خدا اپنی سے خداوند کی موت کو دیکھ سکیں
 گوئیہ واقعتاً ایسا نہیں ہے جسے ہم نہیں سمجھ سکیں مگر
 جس وقت ہم دلی پہنچتے ہیں تو ہم صبح کی موت کی راہ سے
 رہ رہ کر نظر رکھتے ہیں۔ وہ سب سے پہلے ہماری روح خدا
 اور نہ خداوند ہوتی ہے کہ تو خداوند کا بدن دراصل
 ہماری روح کی غذا ہے۔ پس خداوند اپنی کی یادگار
 سے ہمیں وہ فائدہ سے ہوتے ہیں۔ اس حال میں ہم
 وہ خانی طور سے سوچ کا گوشت کھا کر اور اس کا ہونے پر ہم

اس میں پہنچتے اور وہ ہمیں صبح کی موت کے ساتھ
 ایک فن ہوتے ہیں۔

سورہ بقرہ: تو خداوند اپنی تواریک عیسائی
 کے لئے ہوگا۔

سورہ بقرہ: میں ایک مثال سے لگوں کہ بدن
 سمجھاؤں گا۔ اس میں سے جسے کہ ایک مثال اپنی ایک
 خدا کی دعوت ہے۔ وہ تو فرض کر کہ کسی پادشاہ سے دعوت
 دی کہ اس میں میں کابی چاہے شریک ہو۔ مگر اگر اس
 میں غریب اور بے کلمے سب شامل ہیں گے۔

سورہ بقرہ: اس میں تو وہی لوگ شریک ہو گے
 جو صاف پوشش رکھتے ہوں اور پادشاہ کے سپرد
 ہوں۔ مگر اگر وہی ایک توشہ گاہی نہیں اور اگر وہی
 بھی تو دعوت آتھانے گا۔

سورہ بقرہ: ان تین خوب خوب دیا۔ اس طرح
 پر خداوند اپنی کو جو کہ ایک شہنشاہ ہوں کے شاہ کی
 دعوت پر جو نہایت اقدس ہو اس میں مفید پوشی
 مطلوب نہیں بلکہ باطنی مطلوب ہے۔ جب تک دلی
 پاکیزگی ہوگی ہم اس دعوت میں شریک نہیں ہو سکتے
 اور ہمیں اس حال میں شریک ہونا چاہئے کہ اگر ہم
 میں ہوسے تو دعوت میں گرفتار ہوں گے۔ پس ہمارے
 کہ خداوند اپنی میں شامل ہونے سے شریک صبح سے مل
 اور گناہوں کی معافی حاصل کر لیں تب ہم شریک دعوت
 ہونے کے لائق ہیں اور خوشی سے شریک ہو سکتے ہیں۔

سورہ بقرہ: جس کی بات گزرتی تھی اس سے
 سنائیں تو میں آپ کی شکوہ ہوگی۔ سورہ بقرہ: خداوند نے جبکہ
 اہل میں انھیں باب و آیت سے سناتا
 ہوں خود سے سنو۔

گوئیہ کہ جب جب تم جہد دلی کھاتے اور یہ حال
 پہنچتے ہو تو خداوند کی موت کو دیکھ کر وہ خدا کے جہان
 رہتے ہو سوئے جو کوئی ایسا سب طور سے ہر دلی
 کھانے کا خداوند کا یہ ہے جو خداوند خداوند کے بدن
 اور ہڈی کا کھانا ہوگا اس آدمی پہلے آپ کو چاہئے اور ہوں

ہم اس دنیا میں سے کھانے اور پینے کے ہیں
 ہوسے کیونکہ جو ایسا سب طور سے کھانا اور پینا ہو
 خداوند کے بدن کا کھانا کر کے اپنی سب کھانا اور پینا
 ہو۔ میں نہیں کہ ہوں کہ آپ کی اس کی لئے پہلے
 آیت کافی ہوں گی۔

سورہ بقرہ: میں آپ کی بہت شکر گذار ہوں
 کہ آپ سے میرے شکوک کا اور اور جواب دیا صرف
 ایک دفعہ اور ہر کتاب اب یہ بتا دیا کہ خداوند اپنی ہم
 کس طرح دیا کریں۔

سورہ بقرہ: خداوند نے سے شریک ہیں آپ دلی
 حالت دریافت کرنا چاہئے۔ اور ہم صبراً بہت کر چکے ہیں
 خداوند صبح سے صاف صاف بیان کریں اور ہر ادب
 کے ساتھ خداوند کی شریک اس جانیں اور نہایت
 عاجزی کے ساتھ صبح کی موت کو دیکھتے ہوئے دلی میں
 سے کھائیں اور پینے میں سے ہوں اور ہر ایک صبح
 کے بدن میں شریک ہیں۔

سورہ بقرہ: ہاں اب میں صبح خداوند
 کی بات کھائیں اور معلوم ہوگا کہ خداوند اپنی میں شریک
 ہوں ہوں خداوند کے لئے ضروری ہوگا۔

سورہ بقرہ: جبکہ ہر دلی خداوند میں شریک
 ہونا فرض ہے۔ مگر میں صبح کہ ہم اس گناہ میں جہد میں
 ہمیں اس میں شریک ہونا چاہئے ہونکہ صبح کے بدن
 اور ہڈی کے مزہ نہیں۔

سورہ بقرہ: اسی طرح تو مجھے اپنی ایمان دلی میں
 شک ہو کہ میں خداوند صبح سے کب کی گرہن ہوں۔

کیا میرے لئے معافی ممکن ہے؟

سورہ بقرہ: تمہاری شک معافی ممکن ہے۔

لیکن تم خداوند کو شریک نہیں دیکھتے جب تک وہ تم کو
 تمہاری ساری برائیوں سے پاک نہ کرے۔ میرے خیال
 میں یہ قیدہ دن ہم سب خدا سے دعا کرتے ہیں نہیں
 بلکہ وہ سب کو صبح اور اپنی سے ہر گز نہ۔

سورہ بقرہ: آپ کی صبح ہمارے لئے بہت



غرت بے مثال

کیسے پہنچا ہے؟

پڑے بھائی کے آخری جملہ پریشان حال کہہ سچ
بھائی میں پرگیا۔ بھاری لال ڈنڈا تھا کہ کہیں بے سلسلہ ہو
کہ میری بھاد جو بھی دین کا بیت کر کے نتیجہ کر کے اور
اپنے آباؤی دھرم سے دست بردار ہو جاوے۔ لیکن
اس سے بڑھ کر اس سے معلوم ہو گیا کہ میرے عزیز بھائی
سے کسی رشتہ کی بات اس نے تعلیم حاصل کی ہو کہ
اپنے آباؤی دھرم کے دھرم پر اس کا کچھ بھی ایمان و عقائد
باقی نہیں رہا تو کیا عظیم صدمہ ہو گا؟

ازل ہی اہل تشن لال سے اپنے آباؤی دھرم
میں سچ کے ایک ایماندار کی صورت میں رہ کر یہ معلوم
کیا کہ سچ ہی فی الحقیقت اپنے دھرم کے مطابق
خدا کا پوتا اور تمام جہان کا نجات دہندہ ہو۔ اس سے
بہت عرصہ پہلے تشن لال سے سچ کی زمینی زندگی کی
بات کہہ تعلیم حاصل کی تھی کہ وہ کہہ جس کی کسی تعلیم
کا ایک حصہ تھا جس طرح تشن لال کو وہ لڑائی و انتقام
داد تھا اسی طرح اس سے یہ عہد زندگی کی حقیقتیں
خوب یاد تھیں۔ خداوند یسوع مسیح کا بیت لیا ست
اور زندگی میں ہوں اس کے متعلق وہ شستہ کا نقش
فی الجو تھا۔ وہ خیال کرتا تھا کہ یسوع مسیح اگرچہ ایک آدمی
تھا تو بھی انیسویں اور اس کی طرح بہت سی بھول چوک
تھی اور وہ اس دنیا سے دیگر آدمی کی طرح غصہ و خروش
اٹلی ہو کر پیشہ کے لئے چلا گیا۔ تشن لال انیسویں
صدی کے ایک ہندو طالب العلم کے ساتھ یسوع
مسیح کا جو اپنے شاگردوں کے بیان کے مطابق قریباً
دو ہزار برس سے مصلوب ہو چکا تھا کیا واسطہ تھا؟
اس سے تشن لال کا کچھ تعلق نظر نہیں آتا اور کوئی
خلافت تصور نہیں ہوتا۔

لیکن ایک دن تشن لال کی جماعت میں ایک
نیا شاگرد آیا جو کہ اس کا ہم عصر تھا اس دن تشن لال

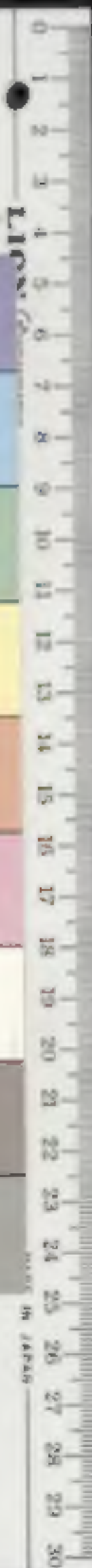
سنا اس کی طرف کچھ خاص غور سے تو زندگی پروردگار
مذہب جماعت میں سنا اس کی انجیل پڑھ رہے تھے وہ
اپنے لئے شاگرد کی سرگرمی اور سچ جوتی کی حد جب
کو دیکھ کر نہایت حیران ہو گیا کہ دیگر طلبہ انجیل کی
تعلیم حاصل کرتے اور اس کے حقائق و معانی کے
جاننے کا کچھ شوق نہیں رکھتے تھے بلکہ ان سے پہلے
وہ جب کی لادہ لائی ظاہر ہوتی تھی یہ شاگرد سولہ
سوال کرتا تھا اور جوابات کے کچھ حصہ قلم بند کرتا جاتا
تھا۔ چنانچہ یہ دیکھ کر تشن لال بہت متحیر ہوا۔ صاف
معلوم ہوا تھا کہ یہ طالب علم اس سے طالب العلم
کی نظر میں اس سبق کی وقعت بہت زیادہ تھی اس
کا بیوج سچ کے متعلق اس سرگرمی سے تحقیقات
کراہت اس لئے نہ تھا کہ وہ اس کا عقیدہ حق تھا بلکہ
وہ فی الحقیقت اس انتخاب صداقت کے حوالے سے متوجہ
ہو رہا تھا اور اس کے دھان کا اس میں شاق و کوشش
تھا۔ تشن لال کے نزدیک یہ خیالات بالکل نئے تھے وہ
نہایت حیران ہو گیا لیکن خاموش رہا۔

قریباً دو ہفتے بعد کا کہ ایک روز ایک لڑکے
بہر کر گٹ کھیل رہے تھے تشن لال مدرسہ میں آیا اور
کیا دیکھا کہ اس کا وہی شاگرد سعد بن داس ایک
کتاب کے مطالعہ میں غور ہو رہا ہے۔ یہ دیکھ کر تشن لال نے
کہا کہ تم قریب غنتی ہو۔ اور اس کے کھیل کو دیکھ کر تشن لال نے
اور تم پر غنتی میں مجھ کو یہ کہہ کر اس کا سامنا میں غمتوں پر
جس میں تم اس قدر سرگرمی اور جان کا پی سے غمت
کر رہے ہو اس میں اس سے سعد بن داس
کے کندھے کے اوپر سے دیکھ لیا کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے اس
نے معلوم کیا کہ وہ انجیل کی عمارت میں مصروف ہو گیا
تشن لال بھی بیٹھ گیا اور سعد بن داس سے مخاطب
ہو کر کہا کہ مجھے سچ بتاؤ کہ تم عیسائی ہو یا ہندو؟ نام اور
ایمان سے تو تم ہندو معلوم ہوتے ہو لیکن عیسائی دین
اور اس کی تعلیم سے جو تمہیں مل رہی ہے اس سے صاف
عیاں ہو کہ تم عیسائی ہو۔

سعد بن داس نے کچھ دیر تک کچھ جواب دیا
لیکن پھر تشن لال نے نہایت سنجیدگی سے کہا کہ اگر عیسائی
سے آپ کی مراد کوئی ایسا شخص ہے جو ہندو مذہب پروردگار
سچ کا خدا کر کے بھی جماعت میں شامل ہو گیا ہو تو
میں عیسائی نہیں ہوں بلکہ ہندوستان کے گزرتے ہوئے
مرد اس شخص سے جو جو اپنے آباؤی دھرم کی طرح ہندو
دھرم کو معتقد ہو تو میں ہندو بھی نہیں ہوں
اس پر تشن لال نے کہا کہ کیا بھائی اس سے
بہت بھول کر کہتا ہے ہندو اور اس سے عیسائی ہو گیا
فی الحال ہندو ہر عیسائی ہونے کے لئے بالکل تیار ہے
سعد بن داس نے مسکرا کر کہا کہ میں آپ کے
استفسار کی وجہ سے عاجز ہوں۔ اگر آپ کو بھی
میرا حال معلوم کرنے سکد رہے ہیں تو دیگر امر پر
پروردگار سے استفسار کی کوئی معقول وجہ ہو تو آپ
مجھے بتا سکتے ہیں تو میں کسی تدبیر کو عمل کر عرض کر سکتا
ہوں۔

تشن لال نے جواب دیا کہ میں ٹھیک وجہ کے
بتاؤں گا لیکن میرے لئے یہ خاصہ ہے کہ میں جس وقت
سے تم اسے نہیں دیکھتا ہو کہ تم سچ کے حالات
زندگی کی حقیقتات میں نہایت سرگرمی اور دلچسپی سے
شغول ہو۔ میں اب تک نہیں سمجھ سکا کہ اس کا کیا
باعث ہو گا؟

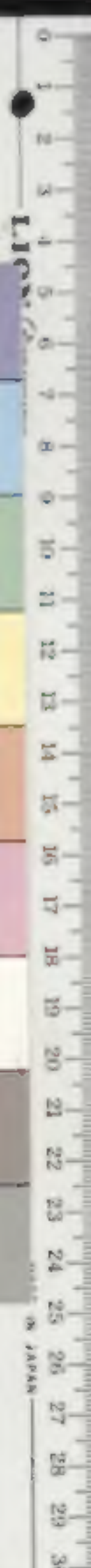
سعد بن داس نے فوراً کہا کہ آپ سے بھی تو
سچ کے حالات زندگی کو پڑھا ہے۔ حقیقتاً آپ نے معلوم
کیا ہو گا کہ اس خود بخود سچ اور خود بخود سچ کی زندگی اور
اہل ہندو کے عہدوں کی وضعی حکایات میں کیا چیزیں
وہاں کا فرق ہے۔ اگر ہم جانتے ہیں کہ سب سے بڑھ کر
ٹھیک دیکھ کر کسی کا فیصلہ کی بیروی اور فریب دہری
کریں تو کیا ہم سچ کی بیروی اور فریب دہری کر سکتے
ہم انکار کر سکتے ہیں؟ اگر آپ کسی دوسرے مذہب و دین
میں کسی ایسے شخص کا نام و نشان بتادیں جو سچ کی
نسبت میرے عہد میں و شہاد کا زیادہ حقدار ہو تو میں



پرسوں کے لئے انجا کی تھی جن کے لئے ان کے
انجیل کریم کے سوتی ہو کر تھے۔
ان کے چکر بیکر پر تھنا کرتے ہوئے ان سے
یوں تھی ہیں۔
جہاں کب کی ہستی یا کالج ہوتوں کے دار
پر کاش ہو رہا ہو کیا اس دیا کے جہاں سے ہیں
وہاں نہ دیکھا سنا رہا ہو ان کی جوتلا سے بہت کھل کر
شکت ہو گئے ہو گی وید دیکھ کر سوئے آپ کے سر چلے
کہ وہ کہتے ہیں شکت نہیں ہیں آپ کی شرت پر
جیسے آپ جہاں دیکھتے ہیں۔
کیا اس سب کا خلاصہ اور مطالبہ نہیں ہو
کہ اسے پر شو بہا ہے ہاں پر نظر کر کے ہیں انہی تھیں
میں آئے دیکھتے اور طاقت عطا فرما کے کہ تیر کی بھابھ
آویں۔
جیسا انی عقیدہ ہے کہ خدا خضر اپنے فضل سے
پانی انسان کی خطا عیسان معاف کرنا پر طاقت
میں بخت ہو کہ وہ گناہ کے فرسوں پر قیاب ہے تیر
عقیدہ میں اگر ایک شخص نہ ہوتا تو جیسا انی عقیدہ کے
مطابق ہوتا اس کا ذریعہ سن گناہ کے قبول کوئے سے
ہو سکتا ہو رہا ہوتا خضر ہوتا ہو کہ عدل کے عقیدہ
پر لکھتے غیر عادل ہوتے ہاں انسان کی زحمت کو قبول
کر کے ایک غلط فہمیت کہ ہم دیکھ کر سکتا ہاں خضر
کی وجہ سے ان کے دھرم ہوتے ہیں گاہے ان کو
انکار کرنا پڑتا ہو لیکن مسیح کے گناہ سے ہی ان کا
عدل و رحمہ قائم ہو سکتے ہیں۔ وہ جب ان کے ان
صفات پر راجع رہتے تو سوائے اس کے جو کہ ان کے
کے دیکھنا شجر پیدا ہو سکتا ہو اور اس کے بنیاد و اسی
قسم کے مذہب میں جیسے اس زمانہ کے تریہ مت۔
اس میں کچھ کلام نہیں کہ گناہ جنوں کو سزا
گناہ میں ہیں وقت معلوم ہوا ہو کہ ایک شخص کے
گناہ کا بارہ سو شخص کیسے اٹھا سکتا ہو اور یہ بھی
کہ ایک شخص کا گناہ بیشتر تعداد میں انسان کی معافی

کے لئے کیونکہ کافی ہو سکتا ہو جس خضر کا جواب
ان کے چکر انجیل کی زمین سے دیا جائیگا لیکن اس
موجودہ میں تقدیر کا خضر ہی ہو کہ وہ پینٹر ہو کہ خضر
یا ہو لیکن سنہ ان کے گناہ کے درمیانی کو دیکھتے
آریہ عقیدہ کی کہ ان کے عدل سے سزا ہو ہو کہ
کے گناہوں سے چشم پوشی کرے اس کے بہت سوز
سے جیسا انی عقیدہ زیادہ پہل و قابل پذیرائی معلوم
ہو رہا ہو۔ اس کے گناہ میں نہیں ہو کہ ان کے گناہ
و جہم سے بہت مسائل فصل کا گناہ سے ہو کہ
کیونکہ چکر چکر سکتے ہیں۔
انجیل کے اسی خضر میں جہاں تھیں پانی
کہ ان کے گناہوں کو کل پر دیکھ کر ان کی ہضم ہوں
دوسرے عقیدہ کے کہ ہم میں تو یہ سزا میں ہوں لڑتے
ہیں ان کی ترقی کی تھی ہمیشہ تھے ان کی
ان کے گناہ کے خون سے جہاں تھی ہی ہو ان میں
سے ہیں جن جن شوروں سے کہ وہ ہم کے سزا
میں کام کیا ہو اور اپنے گناہ کے بہت ہی عقاب ہو
انہی پر ہی جان تک بھگاد کر کے میں دیکھ نہیں کیا
ان کی دھرم پر ان کے گناہ کے خیالات کے عقیدہ
میں مقدس طاعت کا کام ہو رہا ہو اور یہ امر سنا ہو
کہ ایک جماعت کی زندگی کا نظارہ صرف ان کو ہوتا
سے ہی ہو سکتا ہو کہ جماعت کے بہرہ اپنے عقیدوں
کی حفاظت کرنے کے لئے پیدا ہوں۔ ہر ایک زندہ
سراج و جماعت اپنی زندگی کا انجیل اس قسم کی قرار دینا
سے کرتی رہی ہے۔ اور جس عقیدہ کا منصب
معمول ہے کہ کسی عبادی کے ہادی کو انجیل کے
ہاتھوں سے برداشت کرنی چاہی ہیں۔ دوسرے
انجیل میں جس عقیدہ کے مست شہادت کہ کسی بچے
نہ ہو کہ سنا ہو کہ وہ اعظا سے کسی خاص عبادی پر دی
ہو اس عقیدہ کا وہ اشاعت اس عبادی کی دنیا میں
ہوتی رہی ہو۔ اس کے سوا کہ یہ وہ جماعت کہ جس کے
رہنما کو اپنے انجیل شہادت سے اپنی پانی ہوئی

جہاں کو ثابت کرنا مقصد ہے
اس سے بخوبی واضح ہو کہ یہ دل اس عقیدہ
سے کہ ایک شخص کے خون پہاڑ سے بہت دوسرے
شخص متفیض ہوتے ہیں ان کو اس عقیدہ کی ہر ایک
سوائی دینا ان کی موت سے ہر دلوں کے لاکھوں
زندگیوں کا کام کیا ہو یہ اس صورت میں کہ ہم دور
انسان کے کم عقیدہ ہوتے ہیں اگر سوائی دینا۔
انہی عقیدہ کے کہ ہم عقیدہ و انسان کی خود انجیل
و عبادت و عبادت ان سے ہر ایک ان کی موت
ہر دلوں کے لاکھوں جانوں کے لئے باعث برکت ثابت
ہو سکتے ہیں تو کیا وہ کہ اس انجیل انسان پیارے
مسیح کی موت و زندگانی نہ ہو حقیقت تو یوں ہو کہ اس
عقیدہ و خود کی موت جو گوری ہوتی ہوئی لاہور
ان کے گناہ ہو۔ اگرچہ مسیح خود ان کی نجات بخش موت
انہی عقیدہ و انہی عقیدہ کی موت میں تھیں ہی نہایت
پر جنسی کہ اس مصروف سے ظاہر ہو رہا
ہو نہایت خاک راہ عالم پاک
انہی میں مقابلہ سے ایک ایسی دلیل حاصل ہوتی
ہو کہ ان کا آپ اس باب وقت سے انکار کر سکتے ہیں۔
حاصل کلام یہ۔ اصحاب سنا گناہ و فضل کہ اگرچہ
غلط طریق سے عمل میں ملتے ہیں لیکن عقیدہ میں
انکار کرتے ہیں۔ لیکن کچھ نہیں۔ اور سیکھتی
ان کی ایک حد تک قابل فہم میں ہو کہ کمال ترقی کے
عقیدہ تباہی ہو سکتے ہیں جب وہ صدق دل سے
انجیل میں کریں اور عمل میں۔ اور ہر حال میں ہوں
پیر میں کے ایک حصے میں متفق ہوں نہ ایک
سوائی ہادی کی ہر جہاں وہ سب کو لکھتے ہو تہہ ہر ایک
کو دن ہر کام تھکا دیتا ہو اور شام کو سب اگرچہ
انہی تھکی دلوں انکشی کرتے ہیں۔ ایک رجسٹر میں
لکھا کہ جس میں خیرات و ہندہ کا نام مسیح تھم ہو رہا ہو



اور حکیم بھی آپ کے ہر وقت کا منتظر رہتا رہتا کہ آپ کی بات
 عرصہ میں اس آدمی نے آکر ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ
 ڈاکٹر صاحب آپ کو جتنا سسر میں رکھیں گے کیا کچھ نہیں
 کھوٹا ہے گھر پر۔ چوتھی رات آئی پر اس وقت
 سب کے ہوش اتر گئے اور کل آدمی ڈاکٹر کو بل گئے
 کے ہر وقت سسر میں گئے تو اس موقع پر ڈاکٹر صاحب
 ناراض ہو کر تعاقب باقی افسوس کر رہے تھے۔ ہر دفعہ
 جو خوشی کے شادیاں ہوتی رہتے تھے سب غم میں ہو گئے
 کہ تھوڑی دیر کے بعد ایک جنازہ میں گھر میں گیا
 لوگوں سے اندازہ چاکر ہوا کہ ڈاکٹر صاحب کا حال پر اور یہ
 لوگ کیوں مدد کرتے ہیں جو بعد میں معلوم ہوا کہ ڈاکٹر
 کا انتقال ہو گیا اس وقت ریشمی دالوں کے مکان پر
 خبر کی گئی جہاں سکیمیاں منگول چاکر کر رہی تھیں
 تمام ملازمین عورتیں انتظار کر رہی تھیں کہ اب برسات آئی
 ہو تو ڈاکٹر صاحب کے گھر میں تھوڑے عرصہ میں
 بہت خبر آئی کہ ڈاکٹر صاحب سے گھر پر اور فوت ہو گیا
 اس وقت اس منگول چاکر میں بنگلہ بنی اور ایک
 گھر بنوے پٹیلے کا بن گیا۔ تمام بات یہی طرح رہے
 پٹیلے کی بیوی صبح ہوتے پر ڈاکٹر صاحب کی اول شہلی ہوئی۔
 دیکھ کے بعد برسات دھس دھس کر رہی گئی (۱۹۳۷ء)

دہلی - لالہ بے نوائے دروہ پٹیلے صاحب
 صاحبان دہلی ملی مارن کے مکان میں ایک بندہ
 آیا اور خالی مکان دیکھ کر اسے میں گھسا لایا
 کا منہ پر کھڑا رکھا تھا۔ بندہ نے یہ سب سب
 نوٹ وغیرہ اس میں سے نکال کر باہر لے کر چلا
 میں سے ملنے والی تو اسے توڑ کا کال کے گئے میں پٹیلے
 اور آگندہ دیکھنے لگا۔ لالہ صاحب سے بات کرتے سے
 کلکٹر بندہ کے آگے لہو پڑے وغیرہ شہنائی ڈالی۔ مگر
 بندہ نے کچھ خیال نہ کیا اور توڑا پٹیلے کے کمرے سے
 نکل کر باہر چلا ہوا۔ لالہ صاحب نے پٹیلے میں
 رہوٹ کی۔ اور وہ روپے انعام لکھا گئے ہیں۔

لاہور میں ایک دکان دار بھت کے
 ۲۷ جنوری ۱۹۳۸ء کو دن کے ۲ بجے دھواں آگیا
 کے مقابل کچھ۔۔۔ میں ایک دکان دار نے ایک
 عورت کو کہہ دیا کہ چال چلنے کے گھر سے نکال گئی
 تھی۔ کچھ منٹ بعد وہاں میں رہائش پذیر تھی بھت کے
 دن اس نے ایک ڈکی سہارا ڈکی بٹھا کر اس
 کو جس کی رقم ۱۱ سال کی تھی اور شادی شدہ بھی
 تھی۔ گھر میں کے پہلے سے اپنے گھر میں چکر پڑا
 میں ہی تھا گئی اپنے مکان میں داخل ہو کر وہاں
 اچھی طرح بند کر کے بیماری ڈکی کو قتل کرنا چاہا۔
 کیونکہ اس سے زیورات وغیرہ پھینے ہوئے تھے چاند
 اس غریب کو زخم لگ کر اور اسے لگے ڈکی پریش
 ہو گئی۔ عورت نے سمجھا کہ گھر میں اس کو ہوتے ہیں
 رہا وہ اور زیورات گمارہے گئی۔ ڈکی کے گھر جانے
 پر تھوڑی دیر ہوئی اس کی دہلی اس کے پیچھے اس
 مکان میں گئی۔ لیکن مکان کو اندر سے قفل دیا گیا
 کو شک ہوا۔ اور شور مچایا چند مردوں سے آکر وہاں
 توڑ کر کھنڈی دیا۔ اور سو پتال میں پھنسا ہوا عورت
 کو تھوڑے دھن میں کھانا کرنی ہو۔ (۱۹۳۷ء)

آئینہ سال دس کے شاہی محل میں ایک
 عجب طرح کی نمائش ہوئی۔ اس کے پانی سے
 ہوں گے۔ پیچھے میں کہیں۔ نقشے۔ تصویریں
 وغیرہ رکھی جائیں گی۔ جو بھوتے بچوں کی تعلیم میں
 کارآمد ہوتی ہیں۔ دوسرے حصے میں وہ چیزیں دکھائی
 جائیں گی جو بچوں کی ہمدردی اور کھانا پر شک اور
 دوسرے تعلق رکھتی ہیں۔ تیسرے میں دنیا بھر کے
 کھلونے تو بچوں کے کئے بنائے جاتے ہیں۔ جو بچے
 میں مختلف قوموں کے بچوں کی عموماً حالت کی تصویریں
 ہوں گی یا بچوں کے حق میں ان بچوں کے نوٹ ہوں گے
 جنہوں نے کوئی قابل اعتراض کام کیا ہو۔ انہیں بچوں کے
 ہاتھ کی نمائی ہوئی تصویریں بھی رکھی جائیں گی۔

بھٹنہ میں افسوس ناک حادثہ۔
 جہاں کے کھڑے شام کو بھٹنہ میں ایک پرانا گھر
 سنا کی دی جس سے اس پاس کی زمین اور گھر لگے
 رہتے تھیں کی طرف جھکا کر سے سے معلوم ہوا کہ قلعہ
 تھوڑی دیر پہلے ہی پرانے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گھر
 اچھی طرح بھٹنہ میں تھیں کی طرف آہستہ آہستہ رہی
 ہو لیکن تھوڑی دیر میں معلوم ہو گیا کہ بارش کی دھواں
 میگزینوں میں آگ لگ گئی پر اندر میں میگزین کی ایک
 اینٹ بھی باقی نہیں رہی سب کچھ ڈھیر ہو گیا۔
 میگزینوں کا ہر اندام بھڑ بھڑا رہا اور اس سے آدمی غریب
 فروخت کر رہے تھے۔ میگزین کے اندر آدمی کام کرتے
 تھے ان کا کچھ نہ نشان بھی نہیں رہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ
 ان کے گھر کے کھڑے تھے۔ شہر کے خلاف مصروف
 سے آدمیوں کے سسرانہ۔ اور انہیں پڑی ہوئی دلی
 گئی ہیں۔ رہتے تھیں کے اس ایک سسرانہ
 اور دوسرے اس سے کھانا پکھنے پر ایک بچے کے احاطہ
 میں رہا تھا۔ ایک سسرانہ بھلا ہوا تھا کہ بچی نامی نہیں
 جاتا تھا۔ ایک بھڑ جس کے ہاتھ میں کڑا پھنسا ہوا تھا
 اور ایک آدھا ہاتھ شہر کے کوچہ میں پھانسیا گیا۔ موٹی موٹی
 دیواروں میں ٹرٹ ٹرٹ بھید ہو گئے ہیں۔ مقبول
 کی بھڑی آواز دھواں نہیں ہوئی علاوہ ان کے
 بہت سے دھن ہو گئے ہیں۔ اور ان میں سے کئی
 قریب ایک میں خدا تھا اگر شہر میں میگزین بھٹ
 جاتی تو بھٹ کو بہت ہی نقصان ہوتا تو بھی شہر کے
 دھن تھیں۔ دھن ہو گئے ہیں اور ان میگزینوں کے
 پٹیلے کی آواز تھیں میل تک سنا کی دی۔

مصری قنابلہ دہلی میں دلی نے قنابلہ توڑے
 ایک بھڑ کا توڑا۔ بھڑ میں توڑا توڑا توڑا توڑا
 میں میں ہوتا ہے میں کھانا پکھنے پر ایک بھڑ
 جہاں سے گھر میں بھٹ میں کھانا پکھنے پر ایک بھڑ
 نے سے بھٹ میں بھٹ میں دیکھ رہے ہیں۔

